Research Journal Tahqeed تحقیق تحقیقی مجلہ

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

انور مسعود کی مزاحیہ شاعری میں بین اللسانی تجربات

Interlingual Experiments in Anwar Masood's Humorous Poetry

ڈاکٹر پروین اختر کلّو

ایسو سی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

عائشہ مجید

ایم۔فل اسکالر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

نورین عارف

ایم۔فل اسکالر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی،فیصل آباد

Dr. Parveen Akhtar Kullu
Associate Professor department of Urdu ,Govt.College University Faisalabad.
Ayesha Mujeed
M.Phil scholar department Urdu, Govt college University, Faisalabad
Noreen Arif
M.Phil scholar department of Urdu, Govt. College University Faisalabad

ISSN
eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

CC BY
Copyright: © 2024 by the authors. This is an article open access distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Since the creation of Pakistan, the atrocities committed on the land are countless. There are other sad things, but the pain of East Pakistan is a big pain. The most sensitive sections of the society, poets and writers also took its influence. In the same context, comedian Poets also expressed these emotional conditions and pain in words, the feeling of which will continue to be transmitted to the next generations. In the seventies there were many new experiments in comic poetry, both artistically and intellectually. In this period, comic poetry became familiar with new intellectual and artistic trends and changes in the diction of comic poetry took place under inter-lingual experiments. It included words and phrases of other languages, Arabic, Persian, Hindi, English and Punjabi. These linguistic experiments benefited comic poetry as a whole and widened the scope of humor. Due to the expansion of the vocabulary, it has the power to describe .all kinds of political, economic, social, moral, private problems. In this article, an overview of interlinguistic experiences in Anwar Masood's poetry is presented..

Key Words: Anwar Masood, poetry, creation of Pakistan

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

قیام پاکستان سے لے کر دم تحریر ارض وطن پر ڈھائے جانے والے مظالم اَن گنت ہیں۔ دکھ کی باتیں اور بھی ہیں مگر مشرقی پاکستان کا دکھ بڑا دکھ ہے۔ سماج کے حساس ترین طبقہ شعراء کرام اور ادبانے بھی اس کا اثر لیا۔ اسی ضمن میں مزاح نگار شعرانے بھی ان جذباتی کیفیات اور درد کو لفظوں میں پرویا جس کا احساس اگلی نسلوں میں منتقل ہوتا رہے گا۔

ستر کی دہائی میں مزاحیہ شاعری میں فنی اور فکری دونوں حوالوں سے بہت سے نئے تجربات ہوئے۔ اس دور میں مزاحیہ شاعری نئے فکری و فنی رجحانات سے آشنا ہوئی اور بین اللسانی تجربات کے تحت مزاحیہ شاعری کے ڈکشن میں تبدیلی واقع ہوئی۔ اس میں دیگر زبانوں کے الفاظ عربی، فارسی، ہندی، انگریزی اور پنجابی کے الفاظ وتراکیب، محاورات شامل ہوئے۔ ان لسانی تجربات سے مزاحیہ شاعری کو مجموعی طور پر فائدہ پہنچا اور مزاح کا دامن وسیع ہو گیا۔ ذخیرہ الفاظ کی وسعت کی وجہ سے اس میں سیاسی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی، نجی ہر قسم کے مسائل بیان کرنے کی قوت پیدا ہو گئی ہے۔

انور مسعود

انور مسعود کا خاندان ہجرت کر کے "امرتسر" میں آکر آباد ہوا۔ انور مسعودؔ کے ددھیال اور ننھیال ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انور مسعود کے والد کا نام محمد عظیم تھا۔ ان کا ذہنی میلان مذہب اور تصوف کی طرف تھا۔ انور مسعود کا آبائی پیشہ آہن گری ہے۔ انور مسعود ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو گجرات کے محمد عظیم "محلہ منڈیاں" میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی اسناد کے مطابق تاریخ پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء ہے۔

انور مسعود کا ابتدائی قلمی نام محمد انور مسعود ہی تھا لیکن دو لفظی ناموں کے رواج کی وجہ سے صرف انور مسعود ہی باقی رہ گیا۔ شاعری میں وہ "انور" تخلص کرتے ہیں:

چکیں گری تھیں دریچوں پہ چار سو انور
نظر جھکا کے نہ چلتے تو اور کیا کرتے[1]

۱۹۴۰ء میں جس وقت انور مسعود کی عمر پانچ برس تھی۔ ان کے والد بسلسلہ روزگار لاہور منتقل ہو گئے تھے۔ انہوں نے پرائمری تک تعلیم وطن ہائی سکول برانڈرتھ روڈ لاہور سے حاصل کی۔ پانچویں جماعت میں کامیاب ہونے کے بعد وہ گجرات آگئے۔ میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں گجرات سے پاس کیا۔ ان کے والدین ان کو ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے زمیندار کالج گجرات میں ایف ایس سی میں داخلہ لے لیا۔

انور مسعود کی شاعرانہ تعمیر و تشکیل کا ابتدائی دور چھٹی جماعت سے شروع ہوتا ہے۔ وہ بچپن ہی سے شاعری کی طرف راغب ہیں۔ ان کا مزاح آغاز ہی سے شاعرانہ اور ظریفانہ ہے۔ انہوں نے ۱۹۵۲ء میں اپنی پہلی نظم کہی۔ یہ میٹرک کا زمانہ طالب علمی کی بات ہے۔ ان کے مطابق یہ ان کی طبع زاد نظم نہیں تھی بلکہ ایک انگریزی نظم کا ترجمہ تھی۔ ان کی پہلی طبع زاد نظم ۱۹۵۴ء میں منظر عام پر آئی۔ یہ نظم ان کے سنجیدہ مجموعہ کلام "ایک دریچہ، ایک چراغ" میں بچوں کی نظموں والے حصے میں شامل ہے۔ ان کے مزاحیہ قطعات کا آغاز ۱۹۵۷ء میں ہوتا ہے۔

انور مسعود نے ۱۹۶۲ء میں ایم اے فارسی کا امتحان فرسٹ پوزیشن میں پاس کیا۔ انور مسعود کی اہلیہ کا نام قدرت الٰہی ہے۔ لیکن انہیں صدیقہ انور کے نام سے زیادہ جانا جاتا ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک ہی شعبے سے منسلک رہے۔ اللہ نے انہیں تین بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا۔ انور مسعود ادبی دنیا کے حکم دان ہیں۔

تصانیف

میلہ اکھیاں دا	ہن کیہ کریے؟ ۱۹۹۴ء
قطعہ کلامی ۱۹۸۸ء	اک دریچہ اک چراغ ۲۰۰۸ء
غنچہ پھر لگا کھلنے ۲۰۰۸ء	باریاب ۲۰۱۲ء
میلی میلی دھوپ	فارسی ادب کے چند گوشے ۱۹۹۳ء
تقریب ۱۹۹۷ء	شاخِ تبسم ۲۰۰۹ء

"میلہ اکھیاں دا"، ہن کیہ کریے؟ پنجابی کے مجموعے ہیں۔

"قطعہ کلامی" اردو، فارسی کے مزاحیہ قطعات ہیں۔

"اک دریچہ، اک چراغ" سنجیدہ شاعری ہے۔

"غنچہ پھر لگا کھلنے"، مزاحیہ شاعری اور "شاخِ تبسم" مزاحیہ شعراء کا تذکرہ ہے۔

"تقریب" تنقیدی مضامین ہیں۔ اور "فارسی ادب کے چند گوشے" فارسی شعراء پر لکھے گئے تنقیدی مضامین ہیں۔

"باریاب" حمد، نعت اور اسلام و منقبت پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔

انور مسعود کی مزاحیہ شاعری میں بین اللسانی تجربات

انور مسعود کی شاعری سب سے بڑی خوبی سادگی و سلاست سامنے آتی ہے۔ وہ مشکل پسندی کی بجائے سلاست و سادگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ روزمرہ اور عام فہم الفاظ جو بول چال کو مرصع کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب کی سادگی کے مظہر ہیں۔ وہ اس قسم کی زبان کو شاعری کا حسن تصور کرتے ہیں۔

کتنے پیچوں میں گرفتار ہوئے انورؔ
حرفِ سادہ کو گرہ دار بنانے والے(۲)

انور مسعود کی شاعری سادگی کے ساتھ زورِ بیان کی خوبی سے بھی پوری طرح مزین ہے۔ وہ توانا تخیل کو آسان الفاظ کے ذریعے بیان کر جاتے ہیں۔ لفظوں کے انبار نہیں لگاتے بلکہ ان کے مناسب و موزوں استعمال کا ہنر جانتے ہیں۔ انور مسعود کی لفظ شناسی ان کی شاعری کے ایک ایک مصرعے سے نظر آتی ہے۔ انور مسعود مزاحیہ نظموں میں بھی زیادہ مشکل تراکیب کو بالکل استعمال نہیں کرتے جیسا کہ ڈاکٹر رؤف امیر کہتے ہیں:

"وہ اردو کو فارسی تراکیب کے بوجھ تلے نہیں دبنے دیتے بلکہ ان کے عروسِ شعر کو ہلکا پھلکا زیور زیب تن کرتی ہے۔"(۳)

انور مسعود کی شاعری میں دیگر زبانوں کے الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ وہ اردو کے علاوہ فارسی، انگریزی، پنجابی زبان و ادب سے خوب واقف ہیں۔ انہوں نے اپنی مزاحیہ شاعری میں "بین اللسان" کے تجربات کیے جو اسلوب اور خیال دونوں لحاظ سے موثر ہیں۔ لفظوں سے کھیلنے کے ضمن میں انور مسعود بڑے مستعد اور چاک و چوبند ہیں۔ الفاظ کی مناسبت اور موزونیت ان کی رگ رگ میں بسی ہوئی ہے۔ مثال دیکھیے:

کیونکر میں کہوں آفت جاں حسیں بتاں کو
یہ چیز غم دہر سے ریلیف ہے بلکہ(۴)

اس شعر میں "ریلیف" انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ انور مسعود نے صفائی کی اہمیت اور ماحول دوستی کی ضروریات پر زور دیا ہے۔ ان کا مجموعہ "میلی میلی دھوپ" کا موضوع بھی ماحولیات ہے۔ انور مسعود نے ماحول کو آلودہ کرنے والے عوامل کو بڑے پر لطف انداز میں بیان کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اردو میں دیگر زبانوں کے بین اللسانی تجربات بھی کیے ہیں نظم "الاماں" ملاحظہ کیجیے:

دیکھ اس شہر کے مکانوں سے
گاڑیوں اور کارخانوں سے
ایک دن میں دھواں جو اٹھتا ہے
اک طوفان ابرِ تیرہ ہے
یہ اگر علم کیمیائی سے
یا کسی حرفِ سیمیائی سے
ٹھوس حالت میں ہو سکے تبدیل
الاماں! الحفیظ! رب جلیل
شہر سارا اجاڑ ہو جائے
کوئلے کا پہاڑ ہو جائے(5)

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقیق

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

مندرجہ بالا نظم میں "الاماں"، "الحفیظ" اور رب جلیل کے الفاظ سے اردو اور عربی کا بین اللسانی تجربہ کیا ہے۔ انور مسعود کے مجموعہ کلام "میلی میلی دھوپ" میں درختوں کی اہمیت اور ضرورت پر متعدد خوبصورت باتیں اور دل پذیر نصیحتیں کی وہاں ہی دو زبانوں کا ملا کر اپنے شگفتہ اور منفرد اسلوب میں بیان کیا۔ نظم "ماتم ایک شہر سبز" دیکھیے۔

قمریاں خاموش دے پرواز پیہم دم بخود
ان کے نورستہ پیروں میں
کیا حسین ارمان تھے
جو فقط اشکوں میں ڈھل کے رہ گئے
اب کہیں ان کو نظر آتے ہیں
وہ شجر
جو ان کی جند اور جان تھے
جن کی شاخیں
سر ٹپکتی رہ گئیں
جن کے پتے
ہاتھ مل کر رہ گئے
کیا صنوبر تھے کے جو چولھوں میں جل کر رہ گئے[۶]

اس نظم میں جہاں انور مسعود نے درختوں کے کٹنے کا نوحہ پڑھا وہی انہوں نے فارسی زبان کے الفاظ کا استعمال کر کے نظم کو منفرد بنایا۔ انور مسعود زبان کی خوبیوں سے واقف ہیں۔ وہ الفاظ کو مناسبت اور موزوں کے لحاظ سے استعمال کرنا بھی خوب جانتے ہیں۔ ان کے قریب ترین دوست ڈاکٹر خورشید رضوی رقم طراز ہیں:

"لفظی مناسبتوں سے انور کو خاص شغف ہے۔ مجھے اس کے اس شغف سے کبھی کبھی جھنجھلاہٹ بھی ہوتی ہے مگر ایک تو یہ کام اس قدر خلوص سے کرتا ہے کہ دم مارنے کی مجال نہیں رہتی اور پھر اسی سے دو دوستوں کے لیے خوشی اور شادمانی کے یادگار لمحات بھی تو پیدا کرتا ہے۔"[7]

شخصیات میں انور مسعود نے سرفراز شاہد اور محمد کبیر خان پر نظمیں کہی ہیں۔ یہ دونوں شخصیات علم و ادب سے تعلق رکھتی ہیں اور انور مسعود کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔ ان میں جو نظم محمد کبیر خان پر لکھی وہ لفظی مزاح کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نظم کے دو اشعار ملاحظہ کیجیے:

انورؔ یہ مدحِ خلقِ گرامی قلم اٹھا
اس کو مہنت، سنت، بھگت اور کبیر لکھ
لکھ اس کو فارسی میں برادرز ربط خاص
اردو میں بھائی، مادری بولی میں ویر لکھ(8)

اس نظم میں اردو، ہندی (مہنت، بھگت، کبیر)، فارسی (برادرز ربط) اور پنجابی (ویر) زبان کے الفاظ کا ایک ساتھ استعمال کیا ہے۔ انور مسعود کے موضوعات کی فہرست میں زبان کا موضوع بھی بے حد اہم ہے۔ ان کے چاروں طنزیہ و مزاحیہ مجموعہ ہائے کلام میں اس کی مثالیں جابجا ملتی ہیں۔

انہوں نے اردو زبان کے نفاذ کے مسئلے پر خالص مزاحیہ اور شدید طنزیہ انداز میں اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے قطعات کے جائزے سے پتا چلتا ہے کہ وہ اردو سے حقیقتاً سچی محبت کرتے ہیں۔ انہیں اردو سے عشق ہے۔ جبکہ وہ ایک خالص پنجابی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن قومی زبان کی تڑپ ان کے دل میں گھر کیے ہوئے ہیں۔ وہ اس کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

ہاں مجھے اردو ہے پنجابی سے بھی بڑھ کر عزیز
شکر ہے انورؔ مری سوچیں علاقائی نہیں(9)

اردو زبان میں دیگر زبانوں کی شمولیت کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کا بھی بڑا حصہ ہے۔ اس میں دوسری زبانوں سے الفاظ لینے اور انہیں اپنا ذخیرہ بنانے کی بہت زیادہ لچک موجود ہے۔ خاص طور پر اس دور میں تو آئے روز انگریزی الفاظ کی شمولیت سے اس کی وسعت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک مخصوص طبقہ تو اس دھن میں مشغول ہے کہ عام بول چال میں انگریزی الفاظ کا استعمال زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔

یہ کیفیت پاکستانی معاشرے کو مشکل میں ڈالے ہوئے ہے۔ انور مسعود نے اپنے قطعات میں انگریزی زبان کو ڈھیٹ کہا ہے اور ساتھ ہی قوم کی ڈھٹائی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ نہ انہیں انگریزی آتی ہے اور نہ ہی وہ اسے چھوڑنا چاہتے ہیں۔ قطعات ملاحظہ کیجیے:

کبھی پھر گفتگو ہوگی یہ سوغات افرنگی
عموماً آدمی کی ذہنیت کیسی بناتی ہے
ابھی اتنا کہے دیتا ہوں انگریزی کے بارے میں
کچھ ایسی ڈھیٹ ہے کم بخت آتی ہے نہ جاتی ہے(10)

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

ملتی نہیں نجات پھر اس سے تمام عمر
ابھی نہیں یہ چیز ذہن میں دھنسی ہوئی
انگلش کی چوسنی سے ضروری ہے اجتناب
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی(11)

ایک جگہ اسی بات کو اس خوب صورت انداز میں پیش کرتے ہیں کہ بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ انہوں نے ہندی گیت کی پیروڈی کرتے ہوئے ایک محبوبہ کا اس کے محبوب سے اردو کے بجائے انگریزی میں گفتگو کرنے کا منظر نہایت خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ اس میں مزاح کی چاشنی بھی ہے اور سنجیدگی کا عنصر بھی قطعہ دیکھیے:

لاگا چسکا موہے انگریزی کا
میں تو انگلس میں ہی لب کھولوں رے
لاگے لاج موہے اس بھاشا سے
تو سے اردو میں، میں نہ بولوں رے(12)

تو دیکھ تو ذرا مغنی کی جست و خیز
پوشاک کی بھی اس کے بدن پر بہار دیکھ
نغمے میں کوئی بات بھی سننے کی اب نہیں
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ(13)

"مغنی" عربی زبان کا لفظ ہے اور جست وخیز فارسی زبان کا جس کے اردو میں معنی اچھل کود کے ہیں۔ اس قطعے میں اردو، عربی اور فارسی کا بین اللسانی تجربہ کیا ہے۔

انور مسعود کی مزاحیہ نظموں میں انگریزی الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ وہ انگریزی زبان و ادب سے خوب واقف ہیں۔ ان کی نظموں میں انگریزی الفاظ کا استعمال ایک خاصیت کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے۔ انور مسعود نے ڈاکٹر، پیڈ، کیپسول، سیرپ، ڈوز، ٹیبلٹ، مکسچر، انجکشن، وٹامن، کیمسٹ، ریلیف، پیکٹ، سویٹر، ٹیلی فون، ڈکٹیٹر، مارننگ، نون، لان، ماڈل، فیشن، آٹر گراف، ایڈووکیٹ، ووٹ، نوٹ، بجٹ، سائیڈ ایفکٹس، ڈش انٹینا، ہینگر، سگرٹ اور سوٹ وغیرہ کے الفاظ استعمال کر کے اپنی نظموں میں خالص مزاح اور طنز کے کسیلے وار کیے ہیں۔ اور بین اللسانی تجربات کو خوب برتا ہے۔ مثال دیکھیں:

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

ٹھٹھرے لگ رہے تھے ڈاکٹر انور نسیم
اور نظارہ کر رہے تھے آسماں پر مُون کا
اس شبِ گرما کا موسم تھا کچھ ایسا جس طرح
جنوری کی مارننگ کا، ایوننگ کا، نون کا
کوئی مانے یا نہ مانے ہے یہ امر واقعہ
سخت سردی پڑ رہی تھی تھا مہینہ جون کا(14)

مون، مارننگ، ایوننگ اور نون انگریزی الفاظ ہیں۔انور مسعود کے قطعے میں ہماری کلاسیکی فنی روایت کا رچاؤ اور زبان و بیان کی سجاوٹ کا اہتمام ملتا ہے جو اب مفقود ہوتا جارہا ہے اور طنز کی دھار اس قدر تیز ہوتی ہے کہ جس کے گلے پر پھر جاتی ہے اسے مزہ آجاتا ہے۔

استاد نے شاگرد سے اک روز یہ پوچھا
ہے جمعہ مبارک کی فضیلت کا تجھے علم
کہنے لگا شاگرد کہ معلوم ہے مجھ کو
ریلیز اسی روز تو ہوتی ہے نئی فلم(15)

تیری خواہش ہے اے میرے دشمن
عین جنگل میں مجھ کو شام پڑے
لے میری بددعا بھی سنتا جا
جا تجھے سی ڈی اے کام پڑے(16)

ان قطعات میں ''ریلیز'' اور سی ڈی اے انگریزی زبان کے الفاظ ہیں۔ لفظوں سے کھیلنے کے ضمن میں ان کا رویہ عجیب و غریب ہے۔الفاظ و معنی کے بارے میں ان کا یہ نظریہ ہے کہ شعر و ادب لفظوں کا کھیل ہے۔ان کی شاعری میں انگریزی الفاظ کا بھی اس قدر تنوع ہے کہ ان کے ایک قطعہ کا عنوانTo whom it my concerانگریزی زبان پر مشتمل ہے۔

نکل آئی ہے اک ترکیب آخر
ذرا سا غور کرنے سوچنے سے
کمر باریک ہوگی ڈائٹنگ سے

Research Journal Tahqeed تحقیق تحقیقی مجلہ

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

اور ابرو موچنے سے نوچنے سے[16]

انور مسعود کی شاعری میں نہایت دلکش فارسی تراکیب بھی پائی جاتی ہیں۔ فارسی سے انہیں کامل واقفیت ہے۔ بلکہ وہ فارسی کے قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ ان کی اردو شاعری میں فارسی تراکیب کا استعمال بین اللسانی تجربات کی دلالت پیش کرتا ہے۔ مثالیں درج ہیں:

تلخیِ زیرِ غم زیست گوارا ہو جائے
نہیں دنیا میں محبت سا کرشمہ کوئی[18]

قالین برگِ گل یہ لہو ہے جما ہوا
شبنم کا قمقمہ ہے زمیں پر گرا ہوا[19]

بے سود ہے انورؔ دم شمشیر خمیدہ
دستار بھی پرچم ہے اگر سر نہ جھکائیں[20]

مندرجہ بالا اشعار میں غمِ زیست، برگِ گل، دم شمشیر خمیدہ اصلاً فارسی الفاظ ہیں۔ جنہیں انور مسعود نے اردو شاعری میں ازراہِ مزاح کے حربے کے طور پر استعمال کیا ہے۔

انور مسعود کی لفظی مناسبتوں سے بہت سے نادر لطیفے بھی وجود میں آتے ہیں۔ وہ اردو شاعری میں چلتے چلتے پنجابی الفاظ کو اس قدر خوبصورتی و دلکشی سے جوڑتے ہیں کہ پڑھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ وہ اس قدر ٹھیٹھ الفاظ بھی استعمال نہیں کرتے کہ اشعار پر پنجابی زبان کا گمان ہونے لگے۔ اس مقصد کے لیے وہ ہلکے پھلکے لیکن پر معنی الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں۔ ان کا یہ اسلوب شعر ظریفانہ شاعری میں صاف جھلکتا ہے۔

چائے ہی چائے بدن میں ہے لہو کے بدلے
دوڑتا اب ہے رگوں میں یہی تتا پانی[21]

"تتا" پنجابی زبان کا لفظ ہے۔ ان کی ایک غزل تو اس فن کی نادر مثال ہے۔ یہ غزل کنگ ایڈورڈ کالج کے بین الجامعی طرحی مشاعرہ کے موقع پر کیے گئے فی البدیہہ اشعار پر مشتمل ہے۔ جس کا مصرعہ طرح "چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری" تھا۔ اس کا قافیہ تھاں، چاں، مولیاں اور کاں پر مشتمل ہے۔ جبکہ اس کی ردیف "میری" ہے۔ چار اشعار پر مشتمل یہ غزل بین اللسان کی عمدہ ترین مثال ہے۔

عزیزو آج کی محفل کا میں صدرِ گرامی ہوں
جہاں بھی بیٹھنا چاہوں گا بن جائے گی تھاں میری

ستم کے ڈھول بجتے ہیں اور اتنا شور کرتے ہیں
کسی کے کان پڑتی ہے نہ چیں میری نہ جاں میری
ہمارا کھیت سانجھا ہے مگر تقسیم ہے ایسی
کہ سارے مونگرے تیرے ہیں ساری مولیاں میری
سرنڈرے سے کوئی بھی رابطہ ممکن نہیں انورؔ
نہ میں کوے کی سنتا ہوں نہ کچھ سنتا ہے کاں میری(22)

بجٹ میں نے دیکھے ہیں سارے ترے
انوکھے انوکھے خسارے تیرے
الٹے تللے ادھارے ترے
بھلا کون قرضے اتارے ترے
ادھر سے لیا کچھ ادھر سے لیا
یونہی چل رہے ہیں ادارے ترے(23)

انور مسعود نے اپنی چند نظموں کے عنوانات بھی مختلف زبانوں میں تخلیق کیے ہیں۔ چند ایک نظموں کے عنوان عربی میں ہیں۔ جیسا کہ "اولئک هم الغافلون"، "والصبح اذا تنفس" اور "تلک الایام" وغیرہ خالصتاً عربی عنوان ہیں۔ اس کے علاوہ فارسی، انگریزی اور پنجابی زبانوں میں بھی نظموں کے عنوانات نظر پڑتے ہیں۔

الفاظ اور مصرعوں کے درمیان صوتی آہنگ تلاش کرنا انور مسعود کا بنیادی حوالہ ہے۔ وہ شاعری سے ہٹ کر عام گفتگو میں بھی الفاظ کی صوتیات و معنویات کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ الفاظ ان کی نظر انتخاب کے محتاج ہیں کہ کب اور کس کا انتخاب عمل میں لایا جائے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کہتے ہیں کہ

"انور مسعود لفظوں کے پارکھ ہیں۔"(24)

ان کی شاعری میں الفاظ نگینوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ ایک ایک لفظ اپنے معنی آہنگ اور وزن کے لحاظ سے اپنا مترادف استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

1۔ انور مسعود، پروفیسر، اک دریچہ، اک چراغ، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷
2۔ ایضاً، ص ۹
3۔ رؤف امیر، ڈاکٹر، ماہِ منور، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص ۱۳۷
4۔ انور مسعود، پروفیسر، اک دریچہ، اک چراغ، ص ۴۰
5۔ انور مسعود، میلی میلی دھوپ، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص ۱۱۲
6۔ ایضاً، ص ۱۲۱
7۔ خورشید رضوی، ڈاکٹر، تالیف، لاہور: شاہ تاج مطبوعات، ۱۹۹۵ء، ص ۲۰
8۔ انور مسعود، غنچہ پھر لگا کھلنے، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۱۲۱
9۔ انور مسعود، پروفیسر، اک دریچہ، اک چراغ، ص ۴۳
10۔ انور مسعود، پروفیسر، روز بروز، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۷۴
11۔ انور مسعود، قطعہ کلامی، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص ۴۸
12۔ ایضاً، ص ۹۱
13۔ ایضاً، ص ۸۴
14۔ انور مسعود، درپیش، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ۱۷
15۔ انور مسعود، قطعہ کلامی، ص ۲۹
16۔ ایضاً، ص ۵۱
17۔ ایضاً، ص ۶۱
18۔ انور مسعود، پروفیسر، اک دریچہ، اک چراغ، ص ۴۸
19۔ ایضاً، ص ۷۸
20۔ ایضاً، ص ۹۹
21۔ انور مسعود، درپیش، ص ۸۴
22۔ ایضاً، ص ۷۲
23۔ انور مسعود، غنچہ پھر لگا کھلنے، ص ۹۳

24۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، فارسی ادب کے چند گوشے، پس ورق، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء